قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 30 مارچ 2021ء | 16 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:77

ارشاد باری تعالیٰ

وَ قَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَھۡجُوۡرًا (الفرقان: 31)

ترجمہ: اور رسول نے کہا کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

سورۃ الفرقان کی اس آیت سے پہلے جو آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَھۡجُوۡرًا (الفرقان: 31) اور رسول نے کہا کہ اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔ اس میں جہاں کفارِ مکّہ کے قرآن کو نہ ماننے کا بیان ہے وہاں اس زمانے میں جب مسیح موعود کی بعثت ہونی تھی اور آپ نے قرآنِ کریم کی حقیقی تعلیم کی طرف بلانا تھا، قرآنِ کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی دعوت دینی تھی، اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت خود تو قرآنِ کریم کی تعلیم کو بھلا بیٹھی ہے اور جب زمانے کا امام بلاتا ہے کہ آؤ میں تمہیں قرآنی تعلیم کے اسرار اور رموز سکھاؤں تاکہ تم اس خوبصورت تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرو اور اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچاؤ، تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ پس اس آیت کے بعد جو آیت ہے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے، جس کی ابھی تلاوت کی ہے۔ اس میں مسیح موعود اور آپ کی جماعت کو بھی تسلی کرائی گئی ہے کہ خدا اور قرآن کے نام پر جو تمہاری مخالفتیں کی جارہی ہیں یہ قرآنِ کریم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہیں۔ لیکن فکر کی کوئی بات نہیں، انبیاء سے یہی سلوک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہادی ہے، وہ اس سلوک کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت سوں کے ہدایت کے سامان بھی فرمائے گا۔ وہ تمہارا نصیر اور مددگار بھی ہے۔ جو مجرم ہیں جو نام نہاد علماء ہیں، جو لیڈر ہیں، جو عوام الناس کو مخالفتوں پر ابھارتے ہیں، ان کی کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوں گی۔ اور یقیناً کامیابیاں مسیح موعود کی جماعت کو ہی ملنی ہیں، انشاء اللہ۔

پس چاہے یہ لوگ مخالفتیں کریں، یا جتنا بھی زور لگانا ہے کسی بھی رنگ میں لگالیں۔ ان کی کوئی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ اور یہ سب مخالفتیں ایک دن ان مخالفین پر ہی لَوٹائی جائیں گی۔ پس ان مخالفین سے مَیں کہتا ہوں کہ اگر کوئی خوفِ خدا ہے، تو خدا تعالیٰ کی اس لاٹھی سے

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا (منظوم)
- حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے اوصاف حمیدہ
- عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات
- سمندر میں گمشدگی کا طویل ترین ریکارڈ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعہ علم ختم ہوگا۔ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے جاکر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

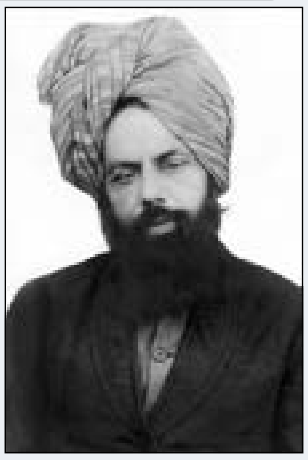

معرفتِ کاملہ

اس بیان سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ معرفت بھی وہی فائدہ بخش ہوسکتی ہے جس سے انسان میں ایک تبدیلی بھی پیدا ہو۔ ایک شخص جو بینائی اور قوت رؤیت کا دعویٰ کرے مگر اس کے دعوے کے ساتھ کوئی عملی ثبوت نہ ہو اور وہ کھڑا ہوتے ہی دیواروں سے ٹکریں کھائے کیا اس کا دعویٰ قابل پذیرائی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کارآمد صنعت کمال ہی ہے۔ نیم مُلّاں خطرۂ ایمان اور نیم حکیم خطرۂ جان مشہور مقولے ہیں۔ پس کامل معرفت کی تلاش کرنا شرط ہے اور وہ اس راہ سے میسّر آسکتی ہے جو راہ انبیاء دنیا میں لائے۔

ایک دہریہ تو وہ ہے جو صانع کے وجود کا منکر ہے اور یہ گروہ قدیم سے ہے۔ مگر میں کہتا ہوں فرض کرلو کہ دنیا میں ایسا ایک بھی متنفّس نہیں تو بھی ہر وہ جس کو کامل معرفت نہیں وہ بھی دہریہ ہے۔ جب تک کامل معرفت نہ ہو اس وقت تک کچھ نہیں۔ جس طرح ایک دانہ بھوک کو اور ایک قطرہ پیاس کو نہیں مٹاسکتے اسی طرح خشک ایمان جس کے ساتھ کمال معرفت اپنے تمام لوازم کے ساتھ نہیں نجات نہیں دلاسکتا۔ جس طرح وہ انسان زندہ نہیں رہ سکتا جس کو بھوک کے وقت کھانا اور پیاس کے وقت پانی دیکھنا تک بھی نصیب نہیں ہوا۔ اسی طرح وہ بھی ہلاک ہوجائے گا جس نے بھوک کے وقت ایک دانہ دیکھ لیا یا کھالیا اور ایک قطرہ شدید پیاس کے وقت دیکھ لیا یا پی بھی لیا ہو۔ پس بعینہٖ اسی طرح سے معرفت کامل ہی موجب نجات ہوسکتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ان محسوسات میں بھی کامل علم اور معرفت ہی کا اثر ہوتا ہے۔ ایک انسان کے پاس خواہ ایک شیر یا بھیڑیا آجاوے مگر جب تک وہ شیر کو شیر اور بھیڑیے کو بھیڑیا بمع ان کے تمام لوازم اور خواص کے یقین نہیں کرلیتا ان سے کوئی خوف نہیں کرتا۔ ایک زہریلے سانپ کو جو انسان ایک چوہا یقین کرتا ہو گا وہ اس سے ہرگز گریز اور پرہیز نہ کرے گا مگر اس علم کے ساتھ ہی کہ یہ ایک زہریلا سانپ ہے اور اس کا کاٹا گویا پیغام اجل ہے وہ اس سے خوف کرے گا اور معاً الگ ہوجاوے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 592 - 593ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

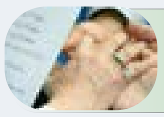

دربارِ خلافت

جماعت کی بعض روایات ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اور خلفاء نے مختلف وقتوں میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کو جماعت میں قائم کیا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

...ایک طبقہ ہر زمانے میں ایسا پیدا ہوتا رہا جو قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہا، اُس کی حفاظت کرتا رہا اور پھر آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھیجا، مہدی معہود کو بھیجا۔ اور آج ہم سب احمدی اس مسیح موعود کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، اُس شخص کا ہاتھ بٹانے کا دعویٰ کرنے والے ہیں جو ایمان کو ثریا سے زمین پر لایا۔ اُس امام سے منسوب ہونے والے ہیں جس نے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حالت میں دنیا کے کونے کونے میں قائم کرنے کا عہد کیا ہے اور جس کی جماعت نے اس عہد کو پورا کرنا ہے۔ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کونے کونے میں مسیح محمدی کے ذریعے دینِ اسلام کے پیغام کو پہنچانے کی ذمہ داری خود لی ہے اورہمیں فرمایا کہ تم بھی اس تقدیرِ الٰہی کا حصہ بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘ اور تم اس کے حصہ دار بن کے ثواب کماؤ گے۔ہمیں کس طرح اس الٰہی تقدیر کا حصہ بننا ہے؟ اپنے اندر وہ انقلاب پیدا کر کے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا دے۔ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کر کے، اپنے اندر سے ہر قسم کی برائیوں کو دور کر کے، اپنے قول وفعل میں یکجہتی وہم آہنگی پیدا کر کے۔

اب اس آیت میں جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو اگر ہم میں موجود ہوں اور اگر ہم ان کی تبلیغ کرنے والے ہوں تو یہ ہر پاک فطرت کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی ہوں گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی تبلیغ کی جائے جو صرف مذہبی مسائل کے لئے ضروری ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں جو ایک دنیا دار کو بھی اپنی طرف کھینچیں گی چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو بشرطیکہ وہ اخلاقی قدروں کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کے اندر ایک پاک فطرت ہے جو اچھے اخلاق کو چاہتی ہے، اچھی باتوں کو چاہتی ہے۔ بلکہ لامذہب اور دہریہ بھی اچھے اخلاق کو اچھا ہی کہیں گے۔ اچھی باتوں کو اچھا کہنے والے ہوں گے اور بری باتوں کو برا کہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی اس ذمہ داری کو سمجھو اور دنیا کے فائدے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرو اور برائیوں سے روکو۔ حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دلاؤ اور حقوق العباد کے غصب کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کر کے ایسا عمل کرنے والوں کو توجہ دلاؤ، اُن کو روکو۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہو گی۔ اپنے اندر کے نظام کو ہم درست کریں گے تو ہماری باتوں کا بھی اثر ہو گا۔ اور اپنے اندر کے نظام کو درست کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت یہ پیشِ نظر رکھنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی میرے ہر قول اور فعل پر نظر ہے، میرے ہر عمل کو وہ دیکھ رہا ہے۔ دنیا کو تو میں نے پہلے صرف دنیاوی اخلاق سکھاتے ہوئے نیکی کی تلقین کرنی ہے اور برائی کی پہچان کروا کر اس سے روکنا ہے لیکن مَیں نے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت بھی کرنا ہے کہ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہ کہ یہ نصیحت کرنے والے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہوتے ہیں اور اللہ پر ایمان اس وقت حقیقی ہو گا جب اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی محبت سب رضاؤں اور محبتوں سے زیادہ شدید ہو گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرہ: 166) اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے اس کا وہ سب سے زیادہ خیال رکھتا ہے۔ پس جب ایمان کا دعویٰ ہو تو اللہ تعالیٰ سے محبت بھی سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ سے محبت ہو تو اس کے احکام پر عمل بھی سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر لیتا ہے۔ پس جب ہم اپنے جائزے لیں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ خیرِ امت ہونا صرف ایمان لانے کا اعلان کرنا نہیں ہے۔ اسی سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قدم بڑھانے سے خیرِ امت میں شمار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرنی ہو گی اور برائیوں سے دوسروں کو روکنا ہو گا۔ پھر ہم خیرِ اُمّت کہلا سکتے ہیں اور اس

بقیہ صفحہ 3 پر

اپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا

(کلام طاہر صفحہ 68تا 70)

اپنے دیس میں ، اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سندر تھا
دیس بدیس لئے پھرتا ہوں اپنے دل میں اس کی کتھائیں
میرے من میں آن بسی ہے تن من دھن جس کے اندر تھا
سادہ اور غریب تھی جنتا ۔ لیکن نیک نصیب تھی جنتا
فیض رساں عجیب تھی جنتا ۔ ہر بندہ بندہ پرور تھا
سچے لوگ تھے ، سُچّی بستی ، کرموں والی اُچّی بستی
جو اُونچا تھا، نیچا بھی تھا ، عرش نشیں تھا، خاک بسر تھا
اس کی دھرتی تھی آکاشی ، اس کی پرجا تھی پرکاشی
جس کی صدیاں تھیں متلاشی ، گلی گلی کا وہ منظر تھا
کرتے تھے آ آ کے بسیرے ، پنکھ پکھیرو شام سویرے
پھولوں اور پھلوں سے بوجھل ، بستاں کا ایک ایک شجر تھا
اس کے سروں کا چرچا جا جا ، دیس بدیس میں ڈنکا باجا
اس بستی کا پیتم راجا ، کرشن کنھیا مرلی دھر تھا
چاروں اور بجی شہنائی بھجنوں نے اک دھوم مچائی
رُت بھگوان ملن کی آئی ، پیتم کا درشن گھر گھر تھا
گوتم بدھا بدھی لایا ، سب رشیوں نے درس دکھایا
عیسیٰ اُترا مہدیؑ آیا ، جو سب نبیوں کا مظہر تھا
مہدی کا دلدار محمدؐ ، نبیوں کا سردار محمدؐ
نور نگہ سرکار محمدؐ ، جس کا وہ منظور نظر تھا
آشاؤں کی اس بستی میں ، میں نے بھی فیض اُس کا پایا
مجھ پر بھی تھا اُس کا چھایا ، جس کا میں ادنیٰ چاکر تھا
اتنے پیار سے کس نے دی تھی میرے دل کے کواڑ پہ دستک
رات گئے مرے گھر کون آیا ، اُٹھ کر دیکھا تو ایشر تھا
عرش سے فرش پہ مایا اُتری ، رُوپا ہو گئی ساری دھرتی
مٹ گئی کلفت چھا گئی مستی ۔وہ تھا میں تھا من مندر تھا
تجھ پر میری جان نچھاور ۔ اتنی کرپا اک پاپی پر
جس کے گھر نارائن آیا ۔وہ کیڑی سے بھی کمتر تھا
رب نے آخر کام سنوارے ، گھر آئے بِرہا کے مارے
آ دیکھے اونچے مینارے ، نورِ خدا تا حدِ نظر تھا
مولا نے وہ دن دکھلائے ، پریمی روپ نگر کو آئے
ساتھ فرشتے پر پھیلائے ، سایہ رحمت ہر سر پر تھا
عشق خدا مونہوں پر ’’وَسّے‘‘ پھوٹ رہا تھا نور نظر سے
اکھین سے مے پیت کی برسے ، قابل ِدید ہر دیدہ ور تھا
لیکن آہ جو رستہ تکتے ، جان سے گزرے تجھ کو ترستے
کاش وہ زندہ ہوتے جن پر ، ہجر کا اک اک پل دوبھر تھا
آخر دم تک تجھ کو پکارا ، آس نہ ٹوٹی ، دل نہ ہارا
مصلحِ عالم باپ ہمارا ، پیکرِ صبر و رضا ، رہبر تھا
سدا سہاگن رہے یہ بستی ، جس میں پیدا ہوئی وہ ہستی
جس سے نور کے سوتے پھوٹے ، جو نوروں کا اک ساگر تھا
ہیں سب نام خدا کے سندر ، واہے گرو ، اللہ اکبر
سب فانی ، اک وہی ہے باقی ، آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کے اوصاف حمیدہ

حضرت بھائی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم ترین صحابیوں میں سے تھے اور ان کو یہ غیر معمولی امتیاز بھی حاصل تھا کہ جبکہ ابھی حضرت بھائی صاحب بالکل نوجوان بلکہ گویا بچہ ہی تھے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیک وقت ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرنے اور احمدیت کی نعمت حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور پھر ایک بہت لمبا عرصہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا موقع میسر آیا۔ چنانچہ جب 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاہور میں وصال ہوا تو اس وقت بھی حضرت بھائی صاحب حضور کے ساتھ تھے اور بالآخر ملکی تقسیم کے بعد حضرت بھائی صاحب کو قادیان میں درویشی زندگی کی نعمت نصیب ہوئی۔ آج کل چند دن کے لئے پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور ربوہ کے قیام کے بعد اپنے بچوں کو ملنے کے لئے کراچی جا رہے تھے کہ راستے میں ہی خدا کو پیارے ہو گئے۔ وفات کے وقت عمر غالباً پچاسی چھیاسی سال تھی۔ نہایت مخلص اور محبت کرنے والے فدائی بزرگ تھے۔ بیعت غالباً 1895ء کی تھی۔ جنازہ لاہور کے راستہ ربوہ لایا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت بھائی صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کی اہلیہ صاحبہ اور اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ درویشی کے زمانہ میں ان کی اہلیہ صاحبہ نے اپنی ضعیفی کے باوجود حضرت بھائی صاحب کی بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور احمدیت کے نوخیز جوانوں کو صحابہ کرام کا بابرکت ورثہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اب تو یہ مبارک گروہ بہت ہی کم رہ گیا ہے وَكُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(نوٹ) بعد میں حضرت بھائی صاحب کے چھوٹے لڑکے مہتہ عبدالسلام صاحب کا فون آیا ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بھائی جی کے جنازے کو قادیان لے جانے کی اجازت مل جائے۔ اگر یہ اجازت مل گئی تو بہت اچھا ہو گا کیونکہ حضرت بھائی صاحب مرحوم کی شدید خواہش تھی کہ وہ قادیان میں دفن ہوں اور اسی وجہ سے وہ ہمیشہ پاکستان آتے ہوئے گھبراتے تھے کہ کہیں میری وفات قادیان سے باہر نہ ہو جائے۔

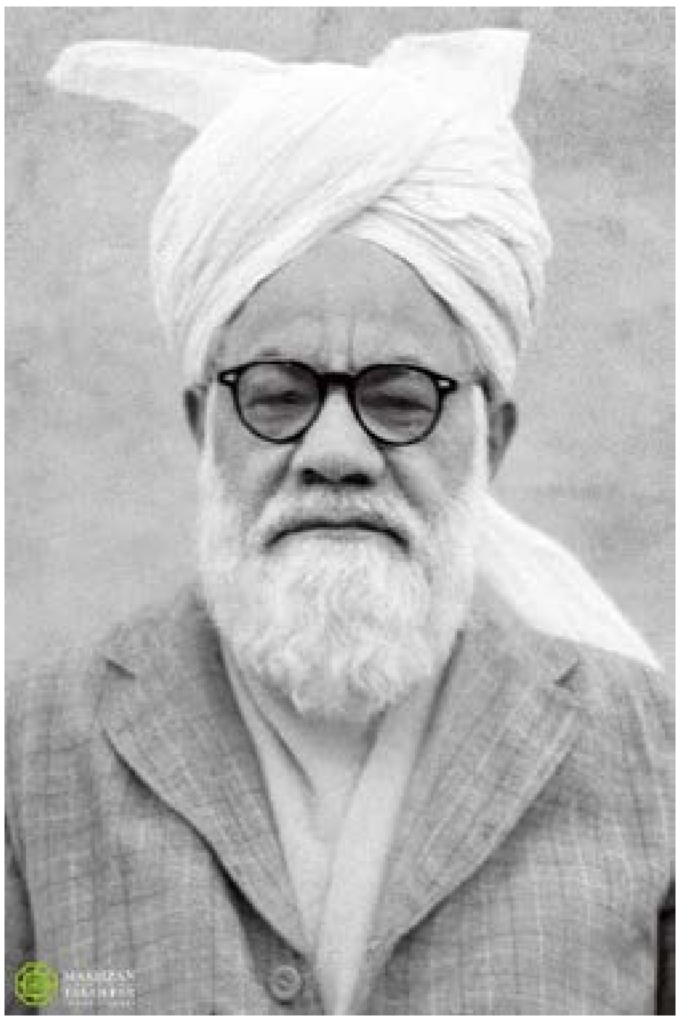

(محررہ 6 جنوری 1961ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 7 جنوری 1961ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

ڈرو جو بے آواز ہے اور اس کے عذابوں سے پناہ مانگو۔ کیونکہ وہ اپنے پیاروں کے لئے بہت غیرت دکھاتا ہے۔ پس یہ موقع جو اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اس سے مخالفین کو فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بجائے نام نہاد علماء کے پیچھے چل کر اپنی دنیا و آخرت خراب کرنے کے اس شخص کی باتیں سنیں جو بڑے درد سے یہ بات کہتا ہے۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابلِ رحم حالت اس قوم کی ہو گی۔

...پاکستان میں آج کل مخالفت زوروں پر ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی باہر کے احمدی دعا کریں۔ اور پاکستانی احمدیوں کو بھی میں یاد دہانی کرواتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کی بقا بھی احمدیوں کی دعاؤں میں ہے۔ اس لئے بہت زیادہ دعائیں کریں۔ نام نہاد علماء نے کفر کے فتووں سے اس طرح عوام الناس کی عقلیں چکرا دی ہیں، کہ بالکل ہی ان کی عقل مار دی ہے۔ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے۔ یہ بعض تو ایسے ہیں لوگ جو مجرم ہیں۔ قرآنِ کریم میں ان کا ذکر آتا ہے اور ان علماء کے دستِ راست ہیں۔ ان سے کسی نیکی کی امید رکھنا عبث ہے، فضول ہے۔ لیکن بعض ناسمجھ جنہیں دین کا علم نہیں ہے کم علمی میں مولویوں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے اور حقیقت کو سمجھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے نیک فطرت لوگ بھی ہیں جو مولویوں کی ان حرکتوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنے ملک کو بچانے کے لئے اپنی آواز بلند کریں اور بزدلی چھوڑیں۔ مولوی کو تو اپنی پڑی ہوئی ہے کہ اس کا منبر قائم رہے جس پر کھڑا ہو کر وہ قوم کو بیوقوف بناتا رہے۔ یہی حال لیڈروں کا ہے۔ پاکستان میں معاشی بدحالی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ ٹی وی پروگراموں میں روز آتا ہے، اخباروں میں روز آ رہا ہے۔ کسی کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 21/ مئی 2010ء)

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

صورت میں جب ایک مومن آگے قدم بڑھائے گا تو ایک حقیقی مومن سب سے پہلے یہ دیکھے گا کہ جس بات کی میں نصیحت کرنے جارہا ہوں کیا یہ نیکی مجھ میں ہے؟ جس برائی سے میں روکنے جارہا ہوں کیا یہ برائی مجھ میں تو نہیں؟ وہ سوچے گا کہ ایک طرف تو ایمان کی وجہ سے میرا اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ ہے اور جن سے محبت کا دعویٰ ہو اُن کے سامنے تو انسان اپنے تمام حالات کو ویسے ہی ظاہر کر دیتا ہے۔ ہر راز کی بات ایک دوسرے کو پتہ لگ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو وہ محبوب ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اس کو بتانے کی ضرورت نہیں وہ تو مخفی اور ظاہر سب علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ایک طرف تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو، محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف مَیں جو تمہارے دلوں کو جانتا ہوں، میں نے تو اس میں کھوٹ دیکھا ہے یا میں کھوٹ دیکھ رہا ہوں۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ کر نہیں رہے۔

پس اگر ایک حقیقی مومن کو اللہ تعالیٰ کی اس بات پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے، وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے تو اس کا اندرونی خود حفاظتی کا جو خودکار نظام ہے وہ اُسے راہِ راست پر لے آئے گا بشرطیکہ ایمان ہو۔ پس ہم میں سے اگر کسی کا یہ خود حفاظتی کا خود کار نظام مؤثر نہیں تو ہمیں فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے ایمان کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہئے۔ ہر بدی ہر معاشرتی برائی ہمیں آئینہ دکھا رہی ہوتی ہے۔ لیکن یہ آئینہ بھی اس وقت نظر آئے گا جب اللہ تعالیٰ کی محبت کی دل میں تڑپ ہو گی۔ اگر یہ احساس نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت غالب نہ ہو اور معاشرے اور دنیاداری کا زیادہ غلبہ ہو تو پھر برائیوں اور اچھائیوں کے معیار بدل جاتے ہیں۔ جماعت کی بعض روایات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور خلفاء نے مختلف وقتوں میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کو جماعت میں قائم کیا ہے۔ بعض باتوں کو جماعت میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے سختی بھی کی گئی اور کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ایک حقیقی مومن کا مقصدِ زندگی معروف پر عمل کرنا ہے۔ نیکیوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ ہی وہ نیکیوں کی تلقین کر سکتا ہے اور نہ ہی برائیوں سے روک سکتا ہے۔ پس جب زمانے کے امام کے ساتھ اس لئے منسوب ہوئے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے اور خیرِامت بننے کی کوشش کریں گے تو پھر دنیاداری تو چھوڑنی پڑتی ہے۔ خود ساختہ نیکیوں کے معیار نہیں بن سکتے۔ بلکہ نیکیوں کے معیار وہی بنیں گے جو اسلام کی تعلیم کی روشنی میں اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر سکھائے ہیں۔ اور آپ نے ان کو جماعت میں رائج کرنے کی کوشش فرمائی ہے، تلقین فرمائی ہے۔ یہ ایک بہت اہم چیز ہے، ایک بہت اہم بات ہے جسے ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 4/ فروری 2011ء)

مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن

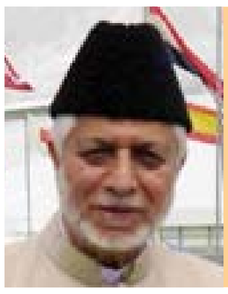

عائلی زندگی کے بارہ میں اسلامی تعلیمات

(قسط دوم۔ آخری)

گھریلو زندگی میں آنحضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ

حسنِ معاشرت کے بارہ میں ہمارے آقا محمد عربی ﷺ نے دنیا کے سامنے جو ایمان افروز نمونہ پیش فرمایا وہ رہتی دنیا تک سب مردوں کے لئے سبق آموز اسوۂ حسنہ ہے۔ میں چند امور آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور مرد احباب سے اور بالخصوص ان مردوں سے جو گھریلو کام میں شامل ہونے کو عار سمجھتے ہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ ذرا اسوۂ رسول ﷺ کے اس مصفّا آئینہ میں دیکھیں اور پھر خود اپنا جائزہ لیں کہ ان کا طرزِ عمل کیسا ہے؟

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو نماز کا بلاوہ آتا اور آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے جاتے۔

(بخاری، کتاب الادب باب کیف یکون الرجل فی اھلہ حدیث 6039)

حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ گھر میں ہنستے کھیلتے، اہل وعیال سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ ازواج مطہرات سے مزاح کرتے اور ان کی دلداری فرماتے۔ گھر کے کاموں میں مدد فرماتے۔ اگر کوئی بیوی آٹا گوندھ رہی ہوتی تو پانی لا دیتے۔ کھانا تیار ہو رہا ہوتا تو چولہے میں لکڑیاں ڈال دیتے۔ گویا کہ بلا تکلف گھر کے کام کاج کرتے۔ عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتے۔

(بحوالہ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الوصایا بالنساء)

اگر کبھی رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود ہی تناول فرمالیتے۔

(بحوالہ مسلم، کتاب الاشربہ)

اس جگہ ذرا ایک لحہ کے لئے رک کر سوچئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو ان باتوں میں ہادیٔ کامل ﷺ کی اقتداء کرنے والے ہیں؟

واقعات کے آئینہ میں

آیئے اب رسول پاک ﷺ کی مقدس زندگی میں حسن معاشرت کے چند واقعات پر نظر ڈالتے ہیں۔ جن کی روشنی میں ہم سب اپنے اپنے حالات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے کہ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ فوراً آنحضور ﷺ کی طرف بڑھے آپؐ نے فرمایا: عَلَیْكَ بِالْمَرْاَةِ کہ پہلے عورت کا خیال کرو۔

ایک دفعہ کچھ ازواج مطہرات آنحضور ﷺ کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھیں۔ ایک غلام انجشہ نامی حُدی پڑھنے لگے۔ جس کی وجہ سے اونٹ تیز چلنے لگے اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ازواج مطہرات جو اونٹوں پر سوار تھیں گر نہ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا: بِالْقَوَارِیْرِ۔ کہ ذرا آہستہ چلو، آبگینوں کا خیال رکھو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب تبسّمہ و حسن عشرتہ حدیث 6037)

ایک ایرانی باشندہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ تھا جو سالن بہت عمدہ پکاتا تھا۔ اس نے ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپؐ کو دعوت دینے آیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حضرت عائشہؓ کے ہاں تھا وہ اس وقت پاس ہی تھیں۔ آپؐ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا یہ بھی ساتھ آجائیں۔ اس نے غالباً تکلیف اور زیادہ اہتمام کرنے کے اندیشہ سے نفی میں جواب دیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر میں بھی نہیں آتا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ بلانے آیا تو آپؐ نے پھر بتایا میری بیوی بھی ساتھ آئے گی۔ اس نے پھر نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے دعوت میں جانے سے معذرت کر دی۔ وہ چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آکر گھر آنے کی دعوت دی تو آپؐ نے پھر اپنا وہی سوال دہرایا کہ عائشہؓ بھی آجائیں تو اس مرتبہ اس نے حضرت عائشہؓ کو ہمراہ لانے کی حامی بھر لی۔ اس پر آپؐ اور حضرت عائشہؓ دونوں اس ایرانی کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر کھانا تناول فرمایا۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب ما یفعل الضیف اذا تبعہ حدیث 5312)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر پر احسان فرماتے ہوئے حضرت صفیہؓ کو اپنے عقد میں لینا پسند فرمایا۔ جنگ خیبر سے واپسی کا وقت آیا تو صحابہؓ نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنا رہے ہیں۔ وہ عبا جو آپؐ نے زیب تن کر رکھی تھی اُتاری اور اُسے تہہ کر کے اونٹ کی کوہان پر حضرت صفیہؓ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھادی۔ پھر ان کو سوار کراتے وقت اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا اور فرمایا، اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر حدیث نمبر 4211)

ہمارے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ کے حسن معاشرت کی اس سے زیادہ روشن دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ اپنی وفات سے قبل جب آپ ﷺ نے بیویوں سے فرمایا کہ تم میں سے سب سے پہلے مجھے آکر دوسرے جہاں میں وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ اس پر بیویوں کی محبت کا اور آپؐ کی قربت کے شوق کا یہ عالم تھا کہ وہ فوراً اپنے ہاتھ ناپنے لگ گئیں۔ اس شوق میں وہ یہ بات کلیۃً فراموش کر بیٹھیں کہ یہ تو تب ہو گا جب موت کے دروازہ سے گزریں گی۔ یہ تڑپ اور شوق لقا آنحضرت ﷺ کے حسن واحسان اور حسن معاشرت کی بے مثل دلیل ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے تاکیدی ارشادات

آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے چند ارشادات بھی ملاحظہ فرمائیں جو حسن معاشرت سے تعلق رکھتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے دوست احباب کے متعلق ناپسند فرماتے تھے کہ وہ عورتوں سے سختی سے پیش آئیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ جو طبیعت کے ذرا سخت تھے۔ ایک بار اپنی بیوی کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا۔ ’’یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے۔ مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو خُذُوالرِّفْقَ۔ اَلرِّفْقَ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَاْسُ الْخَیْرَاتِ۔ نرمی کرو۔ نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 323 موجودہ ایڈیشن)

اس الہام الٰہی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح پاکؑ فرماتے ہیں:

’’اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رِفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو..... روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لیے دعا کرتے رہو‘‘

(اربعین نمبر 3۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 428 حاشیہ)

ایک صحابی کے بارہ میں یہ بات حضرت مسیح موعودؑ کے علم میں آئی کہ ان کا سلوک اپنی اہلیہ سے اچھا نہیں۔ اس پر ان کے نام ایک درد بھرے مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام نے تحریر فرمایا:

’’اپنی بیویوں ..... کو اس مسافر خانہ میں اپنا ایک دلی رفیق سمجھو اور احسان کے ساتھ معاشرت کرو..... عزیز من انسان کی بیوی ایک مسکین اور ضعیف ہے جس کو خدا نے اس کے حوالہ کر دیا اور وہ دیکھتا ہے کہ ہر یک انسان اُس سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ نرمی برتنی چاہیئے اور ہر یک وقت دل میں یہ خیال کرنا چاہیئے کہ میری بیوی ایک مہمان عزیز ہے جس کو خداتعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ میں کیونکر شرائط مہمان داری بجالاتا ہوں۔ میں ایک خدا کا بندہ ہوں اور یہ بھی ایک خدا کی بندی ہے۔ مجھے اس پر کونسی زیادتی ہے۔ خونخوار انسان نہیں بننا چاہیئے۔ بیویوں پر رحم کرنا چاہیئے اور ان کو دین سکھلانا چاہیئے۔ درحقیقت میرا یہی عقیدہ ہے کہ انسان کے اخلاق کے امتحان کا پہلا موقعہ اس کی بیوی ہے۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 230)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی عائلی زندگی کے چند نمونے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماں جان رضی اللہ عنھا کے درمیان محبت وپیار، اطاعت وخدمت اور حسن سلوک کا جو شاندار اور مثالی تعلق تھا وہ بھی ہم سب کے لئے ایک اور آئینۂ ہدایت ہے۔ ان واقعات کو پڑھتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت ام المؤمنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک

آئیڈیل (Ideal) جوڑے کی ہونی چاہیئے''۔

(سیرت حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 231)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کیسی پُرسکون اور محبتوں والی زندگی تھی۔ غور فرمائیں حضرت امّ المؤمنین سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان فرماتی ہیں:

''میں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بہت شوق سے اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گُڑ ڈال دیا۔ وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں اتنے میں حضرت صاحب آ گئے۔ میرے چہرے کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا نہیں، یہ تو بہت اچھے ہیں۔ میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گُڑ والے تو مجھے پسند ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔''

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ از شیخ محمود احمد عرفانی، حصہ اول صفحہ 217-218)

کھانے میں ذرا سی کمی رہ جانے پر سیخ پا ہو جانے والے خاوند اس مثال کو یاد رکھیں تو کیا ہی اچھا ہو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھا کرتے تھے اور ہر تکلیف کو فوری دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح بیماری میں آپ کی تیمار داری کرتے۔ حضرت اماں جانؓ کی بات کو بڑی عزت دیا کرتے تھے یہاں تک کہ جو خادمائیں آپ کے گھر کام کرنے آیا کرتی تھیں وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ

''مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے''

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 40)

اس تعلق میں دلداری کا یہ واقعہ بھی ایمان افروز ہے۔

ابتدائی زمانہ میں حضرت اماں جان پانی لینے کے لئے مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی میں جایا کرتی تھیں جہاں ایک کنواں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ اس کنویں سے رات نو بجے کے قریب گرمیوں کے موسم میں پانی لینے گئیں......۔ اس دوران باتوں باتوں میں حضرت اماں جان کسی بات پر ہنسیں۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی اہلیہ نے جب آپ کے ہنسنے کی آواز سنی تو کہنے لگیں کہ اگر ایسی بات ہے تو گھر میں کنواں کیوں نہیں لگا لیتیں؟ یہ بات سن کر حضرت اماں جان نہایت غمگین ہو کر گھر واپس آ گئیں۔ جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اسی وقت حضرت ملک غلام حسین صاحب کو بلا کر...... فرمایا کہ ابھی مرزا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ دو چار کھودنے والوں کو بلایا جائے۔ چنانچہ رات کے دس بجے چار کھودنے والے آ گئے اور صبح تک آٹھ سے نو فٹ تک کنواں کھود دیا گیا۔ بعد میں ایک آدمی بٹالہ سے اینٹیں لینے بھی بھیجا گیا اور جلد سے جلد کام کروا کر یہ کنواں 15 دن کے اندر اندر تیار کر دیا۔

(الحکم 28 اپریل 1935ء صفحہ 4)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی ہمارے لئے مثال ہے۔

آپس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز حضرت اماں جانؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے آپ سے پہلے اٹھا لے۔''

یہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''اور میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ جاؤں۔''

(سیرت حضرت اماں جان شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان صفحہ 3)

گھروں کو جنت نظیر بنانے کے مختلف طریق

شادی جو ایک مقدس دائمی رفاقت کا نام ہے اس کو واقعی طور پر کامیاب اور خوشگوار بنانے کے لئے اسلامی تعلیمات سے متعلق چند امور کا ذکر کرتا ہوں۔

میاں بیوی کے اکثر جھگڑے ایک دوسرے کی خامیاں تلاش کرنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کتنی کم ظرفی کی بات ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی کمزوریاں تو چُن چُن کر تلاش کریں اور ان کی وجہ سے آپس میں جھگڑتے رہیں اور یہ کوشش نہ کریں کہ اپنے جیون ساتھی کی خوبیوں پر بھی نظر کر لیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آپس میں صلح و صفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔ یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں ...۔ ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔''

(خطبہ جمعہ 2 جولائی 2004ء از خطباتِ مسرور جلد دوم صفحہ 450)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ پیاری نصیحت ہر وقت یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

''ایک دوسرے کی خامیاں تلاش کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی خوبیاں تلاش کریں۔''

(خطبہ جمعہ 8 نومبر 2013ء)

اگر میاں بیوی میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے اور وہ غصہ میں آ کر بد کلامی اور الزام تراشی کی راہ پر چل نکلے ہوں تو دونوں کے لئے یہ نصیحت بہت ہی مفید ہے کہ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ کے مطابق اپنے غصہ کو پی جائیں۔ اور جواب دینے کی بجائے خاموشی اختیار کر لیں۔ اس طریق سے ان کی لڑائی آگے نہیں بڑھے گی۔ ایک اور عمدہ طریق یہ ہے کہ میاں بیوی کو ہمیشہ باہم ایک دوسرے پر پورا اعتماد رکھنا چاہیئے۔ بلا وجہ تجسس اور عیب چینی کا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک دوسرے کے خطوط پڑھنا، فونوں پر نظر رکھنا، جیبوں کی خفیہ تلاشی لینا وغیرہ۔ بہت سی باتیں ہیں جو بدظنی کا موجب بن کر بالآخر تعلقات کو ختم کرنے کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک بات ہمیشہ یاد رکھنے والی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ''میں نے جب سے شادیاں کی ہیں آج تک اپنی کسی بیوی کا کوئی صندوق کبھی ایک مرتبہ بھی کھول کر نہیں دیکھا۔''

(بحوالہ الفضل ربوہ 5 اکتوبر 2009ء)

قول سدید کی ضرورت

خطبہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں ایک خاص نصیحت قول سدید کے بارہ میں ہے۔ یعنی جب بھی بات کی جائے سچی اور کھری ہو۔ سیدھی اور صاف بات ہو۔ اس میں کوئی بھی اینچ پینچ نہ ہو۔ یہ ایک ایسی سنہری نصیحت ہے جس کو اگر دیانتداری سے پلّے باندھ لیا جائے تو وہ مشکلات اور مسائل جو شادی کے بعد سر اٹھاتے ہیں کبھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ رشتہ طے کرتے وقت بہت سے والدین اپنے بچوں کی کمزوریاں، بُری عادات اور جسمانی حالات کُھل کر بیان نہیں کرتے اس خوف سے کہ ان باتوں کا ذکر ہوا تو رشتہ نہیں ملے گا۔ یہ بات دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو اندھیرے میں رکھ کر والدین سمجھتے ہیں کہ ہم نے بچوں کا فائدہ کیا ہے حالانکہ جب یہ باتیں شادی کے بعد کھل کر سامنے آتی ہیں تو بات ناچاقی سے شروع ہو کر خلع یا طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے بلکہ خاندانوں کے تعلقات تک منقطع ہو جاتے ہیں۔ جھوٹ اور اخفاء سے اور قولِ سدید سے کام نہ لینے کی وجہ سے دونوں خاندان ساری زندگی مشکلات میں گرفتار رہتے ہیں اور اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتتے رہتے ہیں۔

کیا ہی مبارک ہے وہ گھرانہ جس میں صدقِ دل سے محبت اور پیار کی زبان بولی جاتی ہے، کہ دلوں کو جیتنے کا اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں!

بے جا مداخلت کے نقصانات

طلاق اور خلع کی بڑھتی ہوئی رفتار کی ایک وجہ میاں اور بیوی دونوں کے والدین کا بچوں کے عائلی معاملات میں بے جا مداخلت اور اپنی مرضی کو بچوں پر زبردستی ٹھونسنا ہے۔ وہ والدین بہت خوش نصیب اور مبارکباد کے مستحق ہیں جو بچوں کی شادی کے بعد ان کے معاملات میں ہرگز بے جا مداخلت نہیں کرتے۔

اسلام نے ایک طرف تو بچوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنے والدین کی اطاعت بھی کریں ان کی خدمت بھی کریں احسان کا سلوک کریں ان کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں اور دوسری طرف والدین کو نصیحت فرمائی کہ چھوٹی عمر میں بچوں کی تربیت کا پورا پورا حق ادا کریں اور بلوغت کے بعد ان پر یہ بات اچھی طرح واضح کر دیں کہ اب وہ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پوری طرح جواب دہ ہیں۔ شادی کے بعد جب ان کے بچے اور بچیاں اپنی ازدواجی زندگی میں داخل ہوتے ہیں تو پھر انہیں آزادی اور باہمی اتفاق سے اپنے معاملات طے کرنے کا موقع دینا صحیح طریق عمل ہے۔

رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک

ایک اور قابل توجہ اور اہم بات رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک

ہے۔ اس بات کی اہمیّت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی نصیحت کے معاً بعد اس کا ذکر فرمایا ہے۔ آیت قرآنی ہے

وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَالۡاَرۡحَامَ

(سورۃ النساء آیت 2)

کہ اے مومنو! اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور پکڑ سے ڈرو کہ جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور پھر رِحموں کے تقاضوں کا بھی خاص طور پر خیال رکھو۔ اس ارشاد سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ کا ایک تقاضا یہ ہے کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کیا جائے کہ یہ نیکی بھی حصول تقویٰ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی حرزِ جان بنانے کی ضرورت ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 19)

رِحمی رشتہ داروں سے تعلقات کے حوالہ سے ایک افسوسناک بات یہ سامنے آتی ہے کہ اگر ایک طرف سے کوئی بدسلوکی ہو تو کہا جاتا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی جواب دیں گے۔ یہ بات مؤمنانہ اخلاق کے بالکل خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جس سے سخت مزاج لوگوں کو سبق سیکھنا چاہیئے۔

''چوہدری نذر محمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ میں حضورؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اور دوست ملنے کے لئے آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا کہ ان کے سسرال والوں نے، انکی بیوی، بڑی مشکلوں سے ان کو دی ہے اس لئے اب وہ بھی اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس نہ بھجوائیں گے۔ چوہدری نذر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور حضورؑ نے بڑے غصے سے اس دوست کو فرمایا کہ فی الفور یہاں سے دور ہوجاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری وجہ سے ہم پر بھی عذاب آجائے۔ اس پر وہ دوست باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ توبہ کرتا ہے جس پر حضورؑ نے اسے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی۔''

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 از محمد اکبر صاحب محلہ کبیر آباد ملتان)

طلاق میں جلدی کی ممانعت

ایک اور خرابی جو آج کل بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے یہ ہے کہ شادی کے مقدس بندھن کو توڑنا یعنی طلاق دینا ایک معمولی بات سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اس رشتہ کو توڑنا ایک سنگین معاملہ ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اَبۡغَضُ الۡحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ

(ابو داؤد کتاب الطلاق)

کہ ان باتوں میں سے جو شرعی طور پر جائز تو ہیں لیکن خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک سب سے بُری اور ناپسندیدہ بات ایک خاوند کا اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے۔ وہ مرد جو ذرا ذرا سی بات پر سیخ پا ہوجاتے ہیں اور غصہ میں ایسے بے قابو ہوجاتے ہیں کہ بیوی کی ساری خوبیاں اور عائلی زندگی کی سب خوشیاں یکسر بھول جاتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کو بڑی جہالت سے پسِ پشت ڈالتے ہوئے سالوں کے رشتوں کو ایک لمحہ میں ختم کر دیتے ہیں۔ انہیں کچھ خیال نہیں آتا کہ اس جلد بازی کے اقدام سے وہ اپنے لئے، اپنی بیوی کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کن مشکلات کے دروازے کھول رہے ہیں۔ نفسانی جوش سے مغلوب ہو کر وہ اس ارشاد کو بھی بھول جاتے ہیں کہ اللہ اور رسول کا فرمان کیا ہے اور مسیح پاک علیہ السلام نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے۔ مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

''طلاق سے پرہیز کرو کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندہ برتن کی طرح جلد مت توڑو''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 25 حاشیہ اور اربعین نمبر 3 صفحہ 38 حاشیہ اور روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 428-429)

ایسے مغلوب الغضب خاوند جو ذرا ذرا سی بات پر بپھر جاتے ہیں اور نہایت متکبرانہ انداز میں سالوں کے مقدس تعلق کو چکنا چور کر دیتے ہیں انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ایک بنی ہوئی دیوار کو گرانا تو آسان ہے۔ ایک دھکے سے دیوار گر جاتی ہے لیکن اس کو بنانے کے لئے لمبی محنت درکار ہوتی ہے۔ پس یہ بہت ہی نادانی اور ناعاقبت اندیشی کی بات ہے کہ کھڑے کھڑے ایک ہنستے بستے خاندان کو اجاڑ کر رکھ دیا جائے۔ ایک مومن کو خدا خوفی سے کام لیتے ہوئے ایسا قدم اٹھانے سے قبل سو بار سوچنا چاہیئے اور کبھی بھی جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔

شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات

قطع تعلق اور طلاق کے حوالہ سے درج ذیل واقعہ قابل ذکر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی ''افریقہ'' میں ملازم تھے اور بہت خوشحال زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ دونوں ہی قادیان دار الامان میں رہا کرتی تھیں۔ 1899ء کی بات ہے انہوں نے حضرت حکیم مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھ کر ان سے درخواست کی کہ ان دونوں بیویوں کو ان کے پاس افریقہ بھجوا دیا جائے۔ اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھ ڈالا کہ جو بیوی آنے سے انکار کرے اسے میں طلاق دیتا ہوں۔ ان کا یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور علیہ السلام کو بہت ہی دکھ پہنچا۔ امام الزمان نے حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو فرمایا وہ تو جب طلاق دے گا دے گا۔ ان کو ابھی لکھ دیں کہ:

''ایسے شخص کا ہمارے ساتھ تعلق نہیں رہ سکتا کیونکہ جو اتنے عزیز رشتہ کو ذرا سی بات پر قطع کرسکتا ہے وہ ہمارے تعلقات میں وفاداری سے کیا کام لے گا''۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 253)

پس مقامِ خوف ہے ایسے خاوندوں کے لئے جو طلاق میں جلد باز ہیں۔ دیکھیں اس جلد بازی سے معاملہ کہاں سے کہاں پہنچ سکتا ہے!

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح

اس مضمون کی تیاری کے سلسلہ میں جب میں نے سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کو دیکھنا شروع کیا تو یہ بات بہت نمایاں ہو کر سامنے آئی کہ عبادات، قربانیوں اور عملی اصلاحات کے ساتھ ساتھ جو بات آپ کے ارشادات میں نمایاں طور پر شامل رہی ہے وہ عائلی معاملات کی اصلاح ہے۔

ایک موقع پر مردوں اور عورتوں دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ خدا تعالیٰ کے آگے جب پیش ہونا ہے تو اپنے اعمال کا جواب ہر ایک نے خود دینا ہے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔''(خطاب 14 جون 2014 برموقع جلسہ سالانہ جرمنی بحوالہ الفضل ربوہ 18 جولائی 2014)

مختلف انداز میں، دلی محبت اور پیار سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو نصائح بیان فرمائی ہیں ان کو حرزِ جان بنانا ہمارا فرض ہے۔ اگر یہ نہیں تو خلافت کی اطاعت اور وفا کے دعوے سب جھوٹے اور بے بنیاد ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ میرے الفاظ میں اثر پیدا کر دے کہ اجڑتے ہوئے گھر جنّت کا گہوارہ بن جائیں''۔(خطبات مسرور جلد چہارم، صفحہ 564)

اس درد اور کرب کو جو ہمارے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دل میں ہے خود اپنے دلوں میں اتارنے کی ضرورت ہے تا ہماری طرف سے ہمارے پیارے آقا کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رہیں۔

اختتامیہ

آج ظلمت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت امن کی متلاشی ہے۔ وہ امن جو ایک فرد کی ذات اور اس کے گھر سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ ساری دنیا کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔ جب تک دلوں میں سکون اور عائلی زندگی میں جنت کی کیفیت نہ ہو، امنِ عالم کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ پس ضرورت ہے کہ آج احمدی گھرانوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنت نظیر بنا دیا جائے۔ یہی جنتیں ہیں جو بالآخر ساری دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیں گی۔

پس ہم احمدی مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا کو رحمۃ للعالمین ﷺ کے جھنڈے تلے لانے کے لئے کوشاں ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم صرف زبان سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے دنیا پر ثابت کریں کہ ہم ہیں جنہوں نے اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے یہ جنت اپنے گھروں میں پیدا کر لی ہے۔ آؤ اے محرومو! تم بھی اسی راہ پر چل کر اپنے گھروں کو امن اور آشتی کے نور سے بھر دو کہ آج حقیقی امن اور سکون کی راہ ایک ہی ہے جو معاشرہ کی جہنم کو جنت میں تبدیل کرنے کی طاقت رکھتی ہے!

پس اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے غلامو! جن کو امام الزمان حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ذریعہ ایک نئی زندگی اور نیا عرفان نصیب ہوا ہے اٹھو! اور اپنے عمل سے دنیا پر ثابت کر دو کہ آج اندھیروں سے نکلنے کی ایک ہی راہ ہے جو اسلام کی نورانی شاہراہ ہے۔ اپنے نمونہ سے دنیا کو بتا دو کہ اسلامی تعلیمات کو اپنانے کے سوا دنیا و آخرت کو سنوارنے کی کوئی اور ضمانت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے نیک نمونہ کے ذریعہ ساری دنیا کو نجات کا پیغام دینے والے بن جائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رپورٹ: اعجاز احمد ریجنل مبلغ سلسلہ بانفورا

برکینا فاسو کے ریجن بانفورا میں مسرور فٹ بال ٹورنامنٹ کا کامیاب انعقاد

الحمد للہ خدام الاحمدیہ ریجن بنفورہ کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسرور فٹ بال ٹورنامنٹ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ٹورنامنٹ کے انعقاد کے لئے مجلس ’’کاربراسو‘‘ کا انتخاب کیا گیا۔ٹورنامنٹ کا مقصد خدام کی تربیت اور ان کا جماعت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا تھا۔

اس ٹورنامنٹ میں چار مجالس نے حصہ لیا جس میں بانفورا، ینگولوکو، چام پوغرہ اور کاربراسو شامل تھیں۔ٹورنامنٹ میں شرکت کے لئے مکرم ریجنل قائد صاحب اپنے وفد کے ساتھ شامل ہوئے۔

میچیز کا آغاز صبح 9:00 بجے ہوا۔اس میں ناک آوٹ کا سسٹم رکھا گیا تھا۔اس میں چار ٹیموں کے درمیان دو میچ کروائے گئے۔اور تیسری پوزیشن کے لئے میچ کروایا گیا۔

میچ کے اختتام پر نماز ظہر اور عصر ادا کی گئی۔اس کے بعد خاکسار

نے خدام کو مختصر نصائح کیں۔ان کو خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی تلقین کی۔اس کے بعد خدام میں کھانا تقسیم کیا گیا۔اس کے بعد فائنل میچ کروایا گیا۔اور اس میں ینگولوکو کی مجلس فاتح رہی۔

آخر پر اختتامی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔مقامی صدر صاحب جماعت اور عاجز نے کامیاب ہونے والی ٹیموں میں انعامات تقسیم کئے۔اور دعا کے ساتھ اس کامیاب ٹورنامنٹ کا اختتام ہوا۔

☆...☆...☆

رپورٹ: عبدالہادی قریشی، نمائندہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن۔سیرالیون

جماعت احمدیہ سیرالیون کی سرگرمیاں

گزشتہ دنوں جماعت احمدیہ سیرالیون میں ہونے والے بعض پروگراموں کی رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

کینیما ریجن کی جماعت بواجے بو میں تقریب آمین

مورخہ 24 / فروری کو بواجے بو جماعت میں جماعت احمدیہ سیرالیون کے صد سالہ جشن تشکر اور آمین کی تقریب ہوئی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔جس کے بعد جماعت کی تاریخ بتائی گئی کہ کس طرح سو سال قبل پہلے مبلغ یہاں تشریف لائے اور کس طرح مشکل حالات کے باوجود اسلام احمدیت کا پیغام اس ملک کے گوشے گوشے میں پھیلا۔

بواجے بو کے علاوہ چار اور جماعتوں سے انصار، خدام، لجنہ، ناصرات اور اطفال کے علاوہ بڑی تعداد میں غیراز جماعت احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ان غیراز جماعت مہمانوں میں دو چیفڈم سپیکر، چیفڈم امام، دو کونسلر، پرنسپل اور بعض عیسائی دوست بھی شامل تھے۔

اس کے ساتھ ہی آمین کا پروگرام ہوا جس میں مکرم ڈاکٹر شیخو تامو صاحب نائب امیر اول نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں سے قرآن سنا اور ان میں اسناد تقسیم کیں۔پانچ بچوں کو قرآن کا دور مکمل کرنے

کی سعادت حاصل ہوئی اور چھ بچوں نے یسرناالقرآن مکمل کرکے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا اور حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

ناظمین انصار اللہ کا ایک روزہ ریفریشر کورس

مورخہ 27 / فروری کو فری ٹاؤن میں قیادت تربیت کے زیرِ انتظام مجلس انصار اللہ کے ناظمینِ اعلیٰ کا ایک ریفریشر کورس ہوا۔پروگرام کا انعقاد قائد تربیت طاہر احمد بھٹی صاحب کی زیرِ نگرانی ہوا۔

ریفریشر کورس میں جن امور کی طرف توجہ دلائی گئی ان میں نماز باجماعت کا اہتمام، ہفتہ وار نفلی روزے کی ترغیب، حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ سننے، حضورِ انور کی خدمت میں باقاعدگی سے دعائیہ خطوط لکھنے، سالانہ ترتیتی پروگراموں کا انعقاد کرنے اور رپورٹ سسٹم کو باقاعدہ کرنے اور وقفِ عارضی کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مکرم امیر صاحب مولانا سعید الرحمن صاحب نے ناظمین کو رشتہ ناطہ کا نظام فعال کرنے اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

اسی موقع پر تمام ناظمین نے حضورِ انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط بھی لکھے۔

دعا کے ساتھ اس ایک روزہ ریفریشر کورس کا اختتام ہوا۔الحمد للہ اس موقع پر ناظمین اعلیٰ کی حاضری سو فیصد رہی۔

آج کی دعا

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (بخاری کتاب الایمان)

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

یہ افضل الذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شعبے ہیں۔ان میں سب سے معمولی (کم تر درجہ) راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے اور سب سے بلند لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے۔اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔‘‘

(ابنِ ماجہ کِتَابُ السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْإِيمَانِ حدیث:۵۷)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ایمان نام ہے دل سے (اللہ کی) معرفت کا، زبان سے اقرار کا اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا۔‘‘

(ابن ماجہ کِتَابُ السُّنَّةِ بَابٌ فِي الْإِيمَانِ حدیث:۶۵)

سیدنا مصلح موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

ہے دستِ قبلہ نما
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
ہے دردِ دل کی دعا
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
ہزاروں بلکہ ہیں لاکھوں علاج روحانی
مگر ہے روحِ شفاء
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

(گلدستہ احمدیہ حصہ دوم)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ترجمہ و تلخیص مدثر ظفر

سمندر میں گمشدگی کا طویل ترین ریکارڈ

پیسفک اوشین جسے ہم بحراوقیانوس کے نام سے بھی جانتے ہیں اتنا بڑا ہے کہ دنیا میں موجود کوئی چیز ایسی نہیں جس سے اس کی مثال بیان کی جاسکے۔اگر آپ چلی کے شمالی ساحل سے زمین میں سوراخ کرنا شروع کریں اور زمین کی دوسری طرف نکلیں تو ابھی بھی آپ چین کے جنوبی ساحل پر بحر اوقیانوس میں ہی نکلیں گے۔بحراوقیانوس اکیلا پوری دنیا کا ایک تہائی ہے۔اس میں کئی جزیرے ایسے ہیں جہاں کسی انسان کا وجود نہیں پایا جاتا۔اگر آپ خدانخواستہ بحر اقیانوس میں گم ہو جائیں تو اس بات کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے کہ کسی انسان کو کبھی دیکھ پائیں۔

ہوزے سیلواڈور بحراوقیانوس میں گم ہو جانے والا ایسا ہی ایک شخص تھا۔اس کے پاس اس وقت ایسا ریکارڈ موجود ہے جسے توڑنے کی دنیا کا کوئی بھی شخص خواہش نہیں کرے گا۔

یہ 438 دنوں تک بحراوقیانوس میں لاپتہ رہا۔کہتے ہیں ریکارڈ ٹوٹنے کے لیے ہی بنتے ہیں لیکن ہوزے کا یہ ریکارڈ ٹوٹتا نظر نہیں آتا۔یاد رہے یہاں عمداً تن تنہا سمندر کے لیے سفر پر جانے کی بات نہیں ہو رہی بلکہ حادثاتی طور پر سمندر میں بھٹک جانا ہے۔

ہوزے ایک ماہر کشتی ران اور مچھیرا تھا۔17 نومبر 2012 کے دن اپنے ایک ساتھی ایزیکل کورڈوبا کے ساتھ اپنی مچھلیاں پکڑنے والی چھوٹی سی کشتی میں کوسٹ ازول سے روانہ ہوئے۔ان کا ارادہ تھا کہ وہ صرف تیس گھنٹے ہی سمندر میں گزاریں گے۔ان کی کشتی بہت چھوٹی تھی جس میں کوئی بہت زیادہ آلات نہیں تھے۔نہ کوئی کیبن تھا نہ اس پر چھت تھی۔اس کی کل لمبائی سات میٹر تھی۔اس میں ایک چھوٹی سی موٹر اور مچھلیاں تازہ رکھنے کے لیے ریفریجریٹر تھا۔وہ طوفان کی اطلاعات سے بھی آگاہ تھے لیکن انہوں نے خاطر میں نہ لاتے ہوئے سمندر میں جانے کا فیصلہ کیا۔وہ سمندر میں 120 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکے کہ انہیں طوفانی ہواؤں نے آلیا۔کشتی ڈوبنے کے ڈر سے انہوں نے کشتی میں موجود ہر چیز سمندر میں پھینکنا شروع کر دی۔وہ ساحل سے چھ گھنٹے کی مسافت پر تھے۔انہوں نے واپسی کی ہر ممکن کوشش کی۔اگلے دن صبح سات بجے وہ ساحل سے صرف 24 کلومیٹر دور تھے اور انہیں پہاڑ دکھائی دے رہے تھے۔لیکن ان پر ایک اور آفت ٹوٹی، کشتی کی موٹر نے جواب دے دیا۔موٹر، چپوؤں اور باد بان کے بغیر ساحل تک پہنچنا ناممکن تھا۔وہ مکمل طور پر تیز ہوا کے رحم وکرم

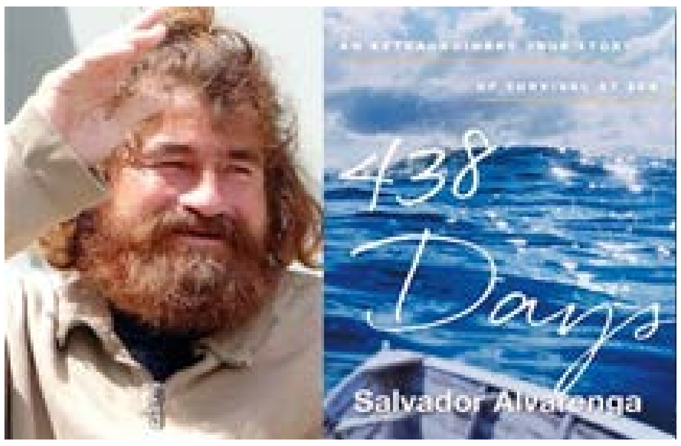

پر تھے جو انہیں رفتہ رفتہ بحراوقیانوس کے لامتناہی سمندر کی طرف دھکیل رہی تھی۔ان کی کشتی میں موجود ریڈیو کام کر رہا تھا جس پر وہ اپنے باس سے رابطہ میں تھے اور مسلسل کھلے سمندر میں اپنی جگہ کی نشاندھی کر رہے تھے۔باس نے کہا کہ وہ انہیں لینے کے لیے آرہے ہیں لیکن قسمت میں سمندر میں گم ہو جانا ہی لکھا تھا چنانچہ ان کے ریڈیو کی بیٹری بھی ختم ہوگئی۔یوں ان کا رابطہ بیرونی دنیا سے کٹ گیا۔اب وہ تھے، ان کی چھوٹی سی کشتی تھی اور بحراوقیانوس کا لامتناہی بے رحم سمندر۔

بے بسی کے عالم میں وہ دونوں نظروں سے اوجھل ہوتے پہاڑوں کو دیکھ رہے تھے۔ان کے باس نے ریسکیو مشن بھی بھیجے لیکن بار بار ناکامیوں سے مایوس ہو کر انہوں نے تلاش بند کر دی۔پانچ دنوں میں ہوا انہیں ساحل سے 450 کلومیٹر دور دھکیل کر تھم چکی تو ان کے اردگرد تاحد نگاہ سمندر ہی سمندر تھا۔انہیں یقین تھا کہ ان کی کشتی اتنی چھوٹی ہے کہ وہ فضاء سے بھی کسی کو دکھائی نہیں دیں گے۔نہ ہی ان کے پاس فلیئر گن تھی یا کچھ اور کہ وہ اپنی موجودگی کا سگنل بھیج سکیں۔ان کے بچنے کے امکانات وقت گزرنے کے ساتھ کم ہوتے جا رہے تھے۔کشتی پر موجود خوراک ختم ہو چکی تھی۔وہ سمندر سے بنا کسی اوزار کے چھوٹی مچھلیاں پکڑتے یا پھر ان پرندوں کو جو ان کی کشتی پر آکر بیٹھتے تھے۔انہوں نے سمندر میں تیرنے والی پلاسٹک کی بوتلیں اکٹھی کیں جن میں بارش کا پانی جمع کرتے۔ایک لمبا عرصہ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے انہیں مجبوراً کچھوؤں کا خون پینا پڑتا جو وہ سمندر سے پکڑتے۔ان کے پاس سوائے سونے اور مچھلیاں پکڑنے کے کوئی کام نہیں تھا۔

ہوزے کے مطابق چار ماہ اسی طرح گزارنے کے بعد اس کا دوست کورڈوبا سخت مایوس ہو چکا تھا۔اس نے یہ کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور بیمار ہوگیا۔اس حالت سے تنگ آکر اس نے خودکشی کر لی۔

اس وقت وہ اندازاً جہاں موجود تھے وہاں سمندر بہت پر سکون رہتا ہے۔حتی کہ وہاں سے بار بردار جہاز بھی نہیں گزرتے۔ہوزے نے اپنی کہانی میں بیان کیا کہ جب وہ اکیلا تھا اس نے اپنے پاس سے ایک بار بردار جہاز کو گزرتے دیکھا۔جہاز کے ڈیک پر موجود چار آدمیوں کو اس نے دیکھا جنہوں نے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلائے لیکن وہ رکے نہیں۔آٹھ ماہ اسی طرح گزر چکے تھے اور وہ تقریباً آٹھ ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکا تھا۔اس کے کپڑے پھٹ چکے تھے۔چیتھڑا بنی شرٹ سے وہ خود کو سورج کی تمازت سے بچاتا تھا۔30 جنوری 2014 کو اس نے کشتی کے پاس ناریل تیرتے ہوئے دیکھے۔اور پرندے جو اس کی کشتی پر منڈلا رہے تھے۔اسے اندازہ ہوگیا کہ اب خشکی نزدیک ہے۔سمت کا اندازہ کر کے اس نے کوشش کی تو اسے جزیرہ نظر آیا۔پوری قوت سے اس نے خشکی کی جانب بڑھنا شروع کیا لیکن اس میں بھی آدھا دن لگ گیا۔جیسے ہی قریب پہنچا اس نے خشکی پر چھلانگ لگا دی۔جزیرہ (ٹائل آئسلٹ جو کہ ایبون ایلوٹ کا حصہ ہے) پر اسے ایک گھر نظر آیا جہاں اس نے دروازے پر دستک دی۔

وہاں رہائش پذیر ایمی لیبوک اور رسل لیڈرک باہر آئے، انہوں نے دیکھا کہ ننگ دھڑنگ ایک شخص ہاتھ میں چاقو لیے اسپینش زبان میں کچھ چلا رہا ہے۔یہ وہ وقت تھا جب 438 دن بعد وہ کسی انسان سے مل رہا تھا۔وہ اس عرصہ میں 11000 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکا تھا جو کہ پاکستان سے آسٹریلیا کے فاصلہ سے بھی 2000 کلومیٹر زیادہ زیادہ ہے۔Majuro میں کچھ عرصہ زیر علاج رہنے کے بعد واپس ایل سیلواڈور آیا جہاں اس نے یہ تمام روداد کتاب کی صورت میں لکھوائی۔کتاب کا نام DAYS 438 ہے۔

اسے مرنے والے دوست کے دوستوں اور رشتہ داروں کی طرف سے مقدمات کا سامنا بھی کرنا پڑا جن کا کہنا تھا کہ اس نے کورڈوبا کو مار کر کھا لیا ہے۔

طلوع وغروب آفتاب

30 مارچ 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:59	18:35
مدینہ منورہ	04:57	18:37
قادیان	04:57	18:47
ربوہ	04:37	18:26
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:13	19:33